شئونِ علمیہ

تاریخ ہند کی ایک نامعلوم حقیقت

ابھی پچھلے دنوں کلکتہ یونیورسٹی کے دربھنگہ لائبریری ہال میں ہندوستان کی تاریخی دستاویزات کا جو سالانہ اجتماع ہوا تھا، اُس میں ہندوستان کی تاریخ سے متعلق بعض بڑے دلچسپ اور محققانہ مقالات پڑھے گئے۔ انہی میں ایک مقالہ ڈاکٹر نندلال چٹرجی لکچرر ہندو یونیورسٹی کا تھا جس میں اُنھوں نے اُس نزاع پر روشنی ڈالی ہے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں اس بات پر ہوا تھا کہ آیا گورنر کو فوج کا کمانڈر انچیف کا خطاب اختیار کرنے کا حق ہے یا نہیں۔ فاضل مقالہ نگار نے اس موضوع کے متعلق اپنی تحقیق کی روشنی میں جو کچھ فرمایا اُس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

"ویرلسٹ (Verelst) بنگال میں ۱۷۶۷ء سے ۱۷۶۹ء تک حکومت کرتا رہا ہے، اس کا یہ زمانہ عام طور پر مورخین ہند نے نظرانداز کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ ایک نہایت اہم نزاع اور اُس کے فیصلہ پر مشتمل ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی دستاویزات سے پتہ چلتا ہے کہ ویرلسٹ کی گورنری کے زمانہ میں ایک مرتبہ اُس کے اور کرنل ریچرڈ اسمتھ کے درمیان اس بات پر جھگڑا ہوا کہ گورنر اپنے لیے کمانڈر انچیف کا خطاب اختیار کر سکتا ہے یا نہیں؟ یہ نزاع اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ آگے چل کر اس سے بعض اہم دستوری نتائج پیدا ہوئے۔ گورنر ویرلسٹ کہتا تھا کہ گورنر اپنے اعلیٰ عہدہ کی وجہ سے اس بات کا حق رکھتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو افواج کا کمانڈر انچیف کہے اور اُس کے حقوق بھی رکھے۔ کرنل اسمتھ کا دعویٰ تھا کہ گورنر کو افواج سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اس لیے وہ نہ اپنے آپ کو کمانڈر انچیف کہلا سکتا ہے اور نہ کمانڈر انچیف کے

حقوق رکھتا ہے۔ یہ جھگڑا ۱۷۶۶ء میں زیادہ شدید ہوگیا تو ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے ایک منتخب کمیٹی بنائی گئی جس نے فریقین کے دلائل پر بڑے غور و فکر کے ساتھ سوچ وچار کیا اور آخر کار اپنے فیصلہ میں گورنر کا کمانڈر انچیف ہونا تسلیم کرلیا لیکن ساتھ ہی یہ شرط بھی لگادی کہ گورنر کو اس منتخب کمیٹی کے سامنے جوابدہ ہونا ہوگا۔ وہ افواج کے نام اگر کوئی حکم نافذ کرتا ہے تو ضروری ہے کہ پہلے اُس کی منظوری اس کمیٹی سے لے لی جائے اس کمیٹی نے یہ بھی بتایا کہ تمام موقعوں پر فوج کو گورنر کا استقبال اُنہی امتیازات کے ساتھ کرنا چاہیے جو کمانڈر انچیف کے لیے مخصوص ہیں لیکن دوسری جانب اس کی بھی تصریح کردی گئی تھی کہ گورنر خود کسی موقع پر فوج کی کلاً یا جزاً کسی طرح کمانڈ نہیں کرسکتا۔

نامہ بر کبوتر

نامہ بر کبوتروں سے رسل و رسائل کے سلسلہ میں کام لیا جانا کوئی نامعلوم بات نہیں ہے لیکن اب موجودہ جنگ میں اس سے میدانِ جنگ کی تحقیق و دریافت کا بھی کام لیا جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کبوتر کے سینہ میں ایک کیمرہ لگادیا جاتا ہے، کبوتر جب تک فضا میں اُڑتا رہتا ہے وہ آلہ برابر متحرک رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ جنگ کے میدانوں کے اوپر سے گذرتا ہے تو اُس کیمرہ میں اُس میدان کا پورا نقشہ منعکس ہوجاتا ہے، اور اُس کے ذریعہ یہ معلوم کرلیا جاتا ہے کہ دشمن کی افواج کہاں کہاں ہیں اور کس تعداد میں ہیں۔ اس طرح کبوتر نامہ بری کے علاوہ دشمن کی افواج کی دیکھ بھال اور ان کی نگرانی کا بھی کام انجام دیتا ہے۔

نئی ہولناک توپیں

آج کل جنگ میں جو توپیں استعمال ہورہی ہیں اُن کی ہلاکت خیزی ہی کیا کم تھی کہ اب امریکہ کے

ایک ماہر سائنس نے ایک نئی قسم کی توپ ایجاد کی ہے جو امریکہ کی حکومت کے زیر غور ہے۔ یہ توپ اسّی قدم لمبی اور ستر قدم اونچی ہے۔ اور اس کا وزن ایک ہزار ٹن ہے اور جس اسٹیم سے یہ چلائی جائیگی اُس کی قوت ایک ہزار گھوڑوں کی برابر ہے۔ اس بنا پر یہ توپ سو میل فی گھنٹہ کے حساب سے چلیگی۔ اس میں دس درجے ہیں جن میں سے بعض توپچیوں کے لیے مخصوص ہونگے، اور اس میں آکسیجن کے خزانے بھی کافی تعداد میں محفوظ ہونگے۔ جب یہ توپ کسی ایسے منطقہ سے گذریگی جو زہریلی گیسوں سے بھرا ہوا ہوگا تو اُس کی تمام کھڑکیاں بند کر دی جائینگی اور اس میں بیٹھنے والے اُن آکسیجن کے خزانوں کے ذریعہ زندہ رہ سکینگے۔ اس منطقہ کو عبور کر لینے کے بعد یہ کھڑکیاں کھول دی جائینگی۔

اس نئی توپ کی یہ تفصیل معلوم کرنے کے بعد ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ اس توپ سے جو گولے پھینکے جائینگے وہ انسانی آبادیوں اور شہروں اور عمارتوں پر کیسی کچھ قیامت برپا نہیں کرینگی۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس توپ کے گولوں سے بڑی بڑی مضبوط عمارتیں دم کے دم میں راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ جائینگی، اور پر رونق آبادیاں ویرانوں اور حسرت انگیز کھنڈروں میں تبدیل ہو جائینگی۔ اس میں صرف گیارہ آدمی ہونگے، ایک چلانے والا، اور دس آدمی گولے پھینکنے والے۔ اگر خود غرضی اور عالمگیر فتوحات حاصل کرنے کا جذبہ یہی رہا اور سائنس کے نئے نئے اکتشافات اسی طرح انسان کی مطلب برآری کے سامان پیدا کرتے رہے تو نہیں کہا جا سکتا کہ دنیا کا حشر کیا ہونے والا ہے

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

فولاد کے دل اور گردے

بعض انسانوں کے دل اتنے کمزور ہوتے ہیں کہ وہ کسی سخت آپریشن کے صدمہ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ایسے طبعی دلوں کے مقابلہ میں امریکہ کے ایک ڈاکٹر جون۔ ایچ گبن (Jhon. H. Gibbon)

نے عرصۂ دراز کے ریسرچ کے بعد ایک عجیب وغریب قسم کا فولادی دل ایجاد کیا ہے جو بیس منٹ سے لے کر ایک گھنٹہ تک طبعی اور اصلی دل کی طرح حرکت کرتا رہتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ بدن میں خون کا دوران بھی بدستور باقی رہتا ہے اور زندگی قائم رہتی ہے۔ اب تک اس دل کا تجربہ تیرہ بلیوں پر کیا جا چکا ہے، اور وہ کامیاب رہا ہے۔ ان بلیوں کا اصلی دل نکالنے کے بعد مصنوعی دل ان میں رکھا گیا تو اس کے بعد بھی یہ ایک سال تک اور بعض اس سے بھی زیادہ مدت تک زندہ رہیں اور بعض بلیوں نے تو اس عمل جراحی کے بعد بچے بھی دیے اس مصنوعی فولادی قلب کی وجہ سے بدن میں خون کا دوران اعتدال کے ساتھ ہوتا رہتا ہے اور خون کے دباؤ سے جو اموات ہو جاتی ہیں ان کا خطرہ باقی نہیں رہتا۔ اسی طرح فولادی گردہ بھی بنایا گیا ہے جو طبعی گردوں کی طرح کام کرتا ہے۔ ڈاکٹر جون سے پہلے فرانس کے ایک عالم کاریل اور امریکہ کے ایک ہوا باز لنڈبرگ نے شیشہ کا دل بنایا تھا جس کے ذریعہ بعض غدود کی حفاظت ہو سکتی تھی لیکن اس مصنوعی فلادی دل کی ایجاد نے اس کو بالکل بے حقیقت کر دیا ہے۔

قبل از وقت وضع حمل کے بچے

جو بچے مدتِ حمل کی تکمیل سے پہلے پیدا ہو جاتے ہیں عموماً دیکھا گیا ہے کہ بہت کم زندہ رہتے ہیں۔ اب اس معاملہ میں نیو یارک کے شفاخانۂ سلون نے ایک نیا اقدام کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کو فوراً اس شفاخانہ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ جہاں ڈاکٹر اور نرسیں شب و روز اسکی نگرانی کرتی ہیں۔ اس بچہ کو ایک مخصوص آلہ میں بند کر دیا جاتا ہے جسکے ذریعہ اس کو حرارت، رطوبت اور ہوا اسی مقدار میں پہنچائی جاتی ہے جسکی ضرورت اس کو ماں کے رحم میں رہتے ہوئے ہوتی۔ اسی طرح اس کو ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق غذا بھی اسی تناسب اور رحم کی حالت کی رعایت سے پہنچائی جاتی ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچہ میں خون کی کمی ہوتی ہے تو نیا خون اس کے بدن میں داخل